ASL-192		(Urdu) Bismillah irrahaman ki Tafsir بسم الرحمن کی تفسیر Dr. Ahmad Tawfeed (Lahore) published by Mohammed Ashraf Dogir. (1989) 26-pages
ASL-192		Fazilat ki Kalein - فضیلت کی باتیں Dr. Ahmad Tawfeed Lahore (اردو) 1976/ published by Mohamed Ashraf Dogir 82 pages
ASL-193	-	Muslim League's Pamphlet Page 9 to 15 Meerland Procedings (1946/47) (Historic document)

۳۔ تمام کاشتکاروں کو اس بات کی گارنٹی دی جائے گی کہ وہ زمین جس کو وہ کاشت کر رہے ہوں۔ انہی کے پاس کاشت کے لئے رہا کریگی۔

۴۔ کسانوں کے موجودہ قرضہ جات کو منسوخ کیا جائے گا۔ اور حکومت کی طرف سے کسانوں کو کم شرح پر قرضہ دیا جائے گا۔

۵۔ زرعی پیداوار کو حکومت کی امداد سے بڑھایا جائے گا۔ حکومت زراعت کو بہ ہیئت مشینری کھاد اور تخم وغیرہ کی سپلائی کی صورت میں امداد دیا کرے گی

۶۔ بڑی بڑی صنعتوں اور ذرائع نقل وحمل کو قومی جائداد بنایا جائے گا۔ کانوں، جنگلات اور دیگر قدرتی ذرائع کو بھی قوم کی ملکیت قرار دیا جائے گا۔

۷۔ حکومت کی امداد سے اور اجتماعی ملکیت کے اصول کے تحت بڑی بڑی صنعتیں اور رفاہِ عامہ کے کام شروع کئے جائیں گے۔ تاکہ عوام کی ضروریات پوری ہوا کریں اور بے کار مزدوروں کو کام مہیا ہوا کرے۔

۸۔ جو چھوٹی چھوٹی صنعتیں افراد کی ملکیت ہوں گی۔ ان کو سرکاری امداد دی جائے گی۔ اور ان پر حکومت کا کنٹرول ہوگا۔

۹۔ کسانوں، دستکاروں اور آزادانہ طور پر پیداوار کرنے والوں کی انجمنیں منظم کی جائیں گی۔ اور تیار شدہ اشیاء کو خرید و فروخت کرنے کی انجمنیں قائم کی جائیں گے

۱۰۔ ایک معقول معیارِ زندگی کے قیام کے لیے صنعتی اور زراعتی مزدوروں کی اجرتیں متعین کی جائیں گی۔

۱۱۔ ہر شخص کو دن میں صرف آٹھ گھنٹے کام کرنا ہوگا۔

۱۲۔ ہر ایک شخص کو جو کہ کام کرنے کے قابل ہو کام مہیا کیا جائے گا۔ اور اگر اس کے لیے کام میسر نہ ہو سکے تو اسکو سرکاری [illegible] دیا جائے گا۔

۱۳۔ غربا کو مفت طبی امداد دی جائے گی۔

۱۴۔ سولہ برس کی عمر تک تمام لڑکوں اور بچیوں کو مفت اور جبری تعلیم دیجائیگی

۱۵۔ پریس، پلیٹ فارم اور انجمن سازی کی آزادی عام ہوگا۔

۱۶۔ مذہب اور عبادت کی مکمل آزادی ہوگی۔

۱۷۔ تمام فرقوں کو ثقافتی (کلچرل) خود اختیاری حاصل ہوگی۔

۱۸۔ عورتوں کے حقوق فرائض اور ذمہ داریاں مردوں کے برابر [illegible]

آئین ساز اسمبلی کے متعلق یہ غلط فہمی نہیں رہنی چاہیے۔ کہ وہ اسمبلی موجودہ اسمبلی کی نعم البدل ہوگی۔ لیجسلیٹو اسمبلی یعنی قانون ساز اسمبلی کانسٹی ٹیوئنٹ کانسٹی ٹیوشن میکنگ اسمبلی یعنی نمائندہ آئین ساز اسمبلی سے مختلف ہے۔ آئین ساز اسمبلی ایک ہنگامی ادارہ ہے۔ اور قانون ساز اسمبلی ایک دائمی ادارہ۔ مسلم کانفرنس نے جہاں آئین ساز اسمبلی کے قیام کا مطالبہ کیا ہے۔ وہ اسمبلی ریاست کشمیر کے لئے ایک جمہوری قانون ساز اسمبلی کے قیام کی سفارش بھی کریگی۔

وقت کا اہم ترین مسئلہ

اس وقت ریاست جموں و کشمیر کے حکمران ہز ہائینس مہاراجہ سر ہری سنگھ جی بہادر ایک دوراہے پر کھڑے ہیں۔ اس وقت آپ ریاست جموں و کشمیر کے مختار مطلق ہیں۔ آپ چاہیں تو ریاست کو اس کے نازک ترین وقت میں بچا سکتے ہیں۔ اور ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں آج تک جو ہو چکا ہے۔ اور ہو رہا ہے۔ اس کا ریاست کشمیر میں اپنے عمل سے تدارک کر سکتے ہیں۔

ریاست جموں و کشمیر کے سامنے اس وقت تین راستے ہیں ایک یہ کہ وہ خود مختاری اور آزادی کا اعلان کرے۔ دوم یہ کہ وہ پاکستان میں شمولیت کا اعلان کرے۔ اور سوم یہ کہ وہ ہندوستان میں شامل ہو جائے

مسلم کانفرنس کے آزاد کشمیر ریزولیوشن میں جو کہ اوپر نقل کیا گیا ہے۔ ظاہر کیا گیا ہے کہ برطانوی کیبنٹ مشن نے دیسی ریاستوں کے بارے میں جو رائے ظاہر کی تھی وہ قدرے مبہم اور غیر واضح تھی۔ لیکن برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر کلیمنٹ اٹلی نے ۲۰ فروری کو ہندوستان کی آزادی کے بارے میں جو بیان دے دیا۔ اس میں ہندوستان کی ریاستوں کا تذکرہ بھی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس دن ہندوستان کے برطانیہ کے مقبوضہ علاقہ کو آزاد کیا جائے گا۔ اسی دن وہ تمام معاہدات بھی ختم ہو جائیں گے۔ جو کہ اس وقت حکومت برطانیہ اور ریاستہائے ہند کی حکومتوں کے مابین قائم ہیں۔ خیال کیا جاتا تھا جس وقت انگریز ہندوستان کو خالی کر دینگے۔ اس وقت وہ ریاستی

عوام کو بھی آزاد کر دیں گے۔ لیکن میجر کلیمنٹ اٹیلی وزیر اعظم برطانیہ کے اس بیان نے ریاست ہائے ہند کے عوام کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ اور ریاستوں کی موجودہ مستبد اور غیر ذمہ دار حکومتوں کو خود مختار قرار دے دیا۔

کانگریس اور ریاستیں

انڈین نیشنل کانگریس کی ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے۔ کہ ہندوستان کے زیادہ سے زیادہ علاقہ پر اس کا قبضہ ہو جائے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ کانگریس مسلمانان ہندوستان کے مطالبہ پاکستان کی حمایت نہیں کرتی تھی۔ بلکہ الٹا اس کو مٹانے کے درپے تھی اور ابھی بھی پاکستان کو ختم کر دینے کی متمنی ہے۔

ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں دس کروڑ انسان بستے ہیں کانگریس کو ان کی مظلومیت اور محکومیت کا کوئی غم نہیں ہے۔ گذشتہ پانچ آٹھ ماہ سے کانگریس نے دیسی ریاستوں کے بارے میں جس شرمناک طریق کار کا مظاہرہ کیا۔ اس سے کسی شخص کو خیال نہ رہنا چاہئے۔ کہ کانگریس چاہتی ہے کہ ریاستوں کے لوگوں کو آزاد کر دینا چاہتے ہیں۔ کانگریسی صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ریاستیں انڈین یونین کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ باقی ریاستوں کے لوگ جہنم میں جائیں۔ یا جنت میں ان کو اس بات کی مطلق پرواہ نہیں ہے ہمارے سامنے ٹراونکور کی مثال ہے جب اس ریاست کے حکمران نے پہلے اعلان کیا۔ کہ وہ ریاست کو خود مختار قرار دے گا۔ یہ سن کر کانگریسی لیڈروں کی نیند حرام ہونے لگی۔ مسٹر گاندھی اور دیگر ہندو لیڈروں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ ایک لیڈر نے ٹراونکور کو دھمکیاں دیں تو دوسرے نے خاطر و مدارات شروع کی۔ ٹراونکور کے حکمران اور وزیر اعظم کو ڈکٹیٹر اور جمہوریت دشمن کہا گیا سیٹھ برلا کے اخبار ہندوستان ٹائمز نے لکھنا شروع کیا۔ کہ ٹراونکور کو جہنم کا نمونہ بنا دیا گیا ہے۔ وہاں سیاسی آزادیاں ختم ہو چکی ہیں۔ لیکن اب جبکہ ٹراونکور نے کانگریس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ تو کانگریس کے تمام موقعہ پرست لیڈروں نے آفرین دمرحبا کے نعرے بلند کرنے شروع کئے۔ پھر سر سی پی راماسوامی آئر محب وطن کہلانے لگے۔ باقی رہا ٹراونکور کی رعایا کا سوال اس کے ساتھ کانگریس کو کوئی ہمدردی نہیں ہے

کانگریس ہندوستان کی دیسی ریاستوں پر اپنے لوگوں کو برسر اقتدار لانا اپنا حق سمجھتی ہے۔ اگر حیدرآباد یا کشمیر کی موجودہ غیر ذمہ دار حکومتیں ہی کانگریس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا لیں۔ تو کانگریس کے لیڈر خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے۔ اور نہایت مسرت سے مصروف رقص ہو جائیں گے۔ کانگریس اگر بغرض محال ریاستوں کے نظام حکومت میں کچھ رد و بدل بھی چاہتی ہے۔ تو وہ صرف اتنا ہے کہ وہ ریاستوں میں اپنے ہم خیال اصحاب کو برسر حکومت لانا چاہتی ہے۔ کشمیر میں کانگریس زیادہ سے زیادہ یہی چاہیگی کہ یہاں کے نظام حکومت کو راشٹریوں اور غداروں کے حوالے کر دیا جائے جو کہ ہر وقت ہندو کانگریس کے دم چھلے بن کر مسلمانان کشمیر میں انتشار پھیلاتے رہیں۔

جملہ معترضہ کے طور پر یہ کہہ دینا ضروری ہے۔ کہ جہاں تک مسلم لیگ کا تعلق ہے۔ وہ ریاستوں کے سیاسیات میں مداخلت نہیں کرتی ہے۔ اس لئے کشمیر اگر اپنی مرضی سے پاکستان میں شامل ہونا چاہے۔ تو بہتر اور اگر حکومت کشمیر نے ایسا مناسب نہ سمجھا تو مسلم لیگ بھی اس پر جبر نہیں کرنا چاہتی ہے۔

ریاست جموں و کشمیر کا خطرہ!

ریاست جموں و کشمیر جغرافیائی لحاظ سے پاکستان کے متصل ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ انڈین یونین کے ساتھ بھی کشمیر کا ایک کونہ [illegible] کے ذریعہ سے ملتا ہے لیکن جس طرح پاکستان کا ملک کشمیر کے کئی اطراف کے گرد واقع ہے۔ اس طرح یہ ہندوستان کشمیر کے گرد نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ریاست جموں و کشمیر کے مسلمان جو کہ اس آبادی کا اسی فیصد حصہ ہیں۔ پاکستان کے مطالبہ کے ساتھ دلی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اور یہ نہیں برداشت کر سکتے ہیں۔ کہ پاکستان پر کسی قسم کی آنچ آجائے۔ لیکن ہندو کانگریس اور اس کے مقامی چیلے چانٹوں کی کوشش ہے۔ کہ ریاست کشمیر کو پاکستان کے خلاف ایک اڈہ کے طور پر استعمال کیا جائے اور یہاں کے [illegible] کے مذہبی جذبہ کو پامال کیا جائے۔ اور ان سے خود مختاری کو بالائے طاق رکھ کر ہندو انڈیا میں شمولیت اختیار کرنے پر آمادہ کر لیا جائے۔ گذشتہ سال سے کانگریسی لیڈر

نیشنل کانفرنس کی امداد کرنے آئے ہیں۔ کانگریس نیشنل کانفرنس کی مردہ تحریک میں نئی روح پھونک دینے کی کوشش کرتا ہے۔ شیخ محمد عبداللہ صاحب کی بیگم صاحبہ کو پنڈت نہرو رقموں پر رقمیں بھیج رہے ہیں تاکہ وہ ان رقوم کو ریاست جموں وکشمیر میں گاندھیائی نیشنلزم کے خیر مقدم کو تھامنے پر صرف کرلیں۔ کانگریس کے صدر مسٹر آچاریہ کرپلانی بھی گذشتہ بار کشمیر تشریف لائے تھے۔ ان کے دو مقصد یہ تھے۔ کہ ایک تو نیشنل کانفرنس لیڈروں کو ملک میں برسرحکومت لایا جائے۔ دوسرے یہ کہ کشمیر کو ہندو انڈیا میں شامل کرلیا جائے۔

اب مسٹر گاندھی جی بھی کشمیر تشریف لائے۔ آتی دفعہ گاندھی جی نے کہا۔ کہ میں صرف وعدہ پورے کرنے کے لئے کشمیر جارہا ہوں۔ سیاسی پروپیگنڈا کرنے کے لئے نہیں۔ لیکن دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ اس اہنسا کے اوتار نے کشمیر آکے آنریبل وزیر اعظم اور مہاراجہ بہادر کے ساتھ ملاقاتیں کیں۔ اور واپس جاکر راولپنڈی میں اس بات کا اعلان کیا۔ کہ کشمیر کے سیاسی مسئلہ کا حل انڈین یونین پاکستان، مہاراجہ کشمیر اور کشمیری عوام کریں آپ کے اس بیان سے یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ مہاتما جی کشمیر اس لئے آئے تھے۔ کہ آپ یہاں نیشنل کانفرنس کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو کنارے لگائیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو اپنے غیر مقدس مشن میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں ہوئی ہے۔

ریاست جموں وکشمیر کے لئے بہترین راستہ یہی ہے کہ وہ خودمختاری اور آزادی کا اعلان کرے۔ ریاست جموں وکشمیر میں ہندو بھی رہتے ہیں۔ اور مسلمان بھی۔ یہاں ہندوؤں کی خواہش ہے۔ کہ کشمیر انڈین یونین میں شامل ہو۔ وہاں مسلمانوں کی خواہش یہ ہے۔ کہ کشمیر پاکستان ڈومینین سے مل جائے۔ لیکن خدا کا شکر ہے۔ کہ دونوں فرقوں کے سنجیدہ طبقے اس بات پر متفق ہیں۔ کہ ریاست کشمیر کو خودمختار قرار دیا جائے اگر مہاراجہ بہادر نے اس بات کا اعلان

کر لیا۔ کہ ریاست جموں و کشمیر ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا دونوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھے گی۔ اور خود خود مختار رہے گی۔ تو یہ مسلمان اور ہندوؤں دونوں کی طمانیت قلب کا باعث بن سکتا ہے۔

ریاست کے سابق وزیر اعظم رائے بہادر رام چند کاک کے ساتھ جب مسٹر گاندھی نے ملاقات کی۔ تو اول الذکر نے اس کے بعد ہی ایک نیوز ایجینسی کے نامہ نگار کو کہا۔ کہ ہم یعنی ریاست کشمیر کے تمام لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلق رکھتے آئے ہیں۔ اور ایسے ہی رکھتے رہیں گے۔

یہ بیان ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں کو مطمئن کر سکتا ہے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ ہز ہائینس مہاراجہ بہادر بھی ایک واضح اور غیر مبہم اعلان شاہی جاری کریں۔

اگر بدقسمتی سے ریاست جموں و کشمیر کو ہندو انڈیا میں شامل کر لیا گیا۔ تو اس کا مطلب ریاست کے بتیس لاکھ مسلمانوں کے جذبات کا خون کرنا ہوگا۔ ایسا کرنے کے بعد اس بات کا سخت ترین اندیشہ ہے۔ کہ ریاست میں ایک ہولناک تحریک جاری ہو جائے۔ اور خون خرابہ ہو جائے۔

اس لئے تدبر، دانشمندی اور انصاف پسندی کا تقاضا ہے۔ کہ مہاراجہ بہادر ریاست کو خود مختار قرار دے دیں۔ اور پاکستان اور ہندوستان دونوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کا اعلان کر لیں۔

خود مختاری کے اعلان کے بعد آزاد کشمیر

خود مختاری کا مطلب یہ نہیں ہونا چاہئے۔ کہ ریاست جموں و کشمیر کے چالیس لاکھ لوگوں کے سیاسی خواہشات کو پس پشت ڈال کر غیر

ذمہ دار نظام حکومت کو برقرار رکھا جائے۔ ہندوستان میں تبدیلیاں آچکی ہیں۔ ریاستوں کے باشندے بھی آزادی کی فضا میں سانس لینا چاہتے ہیں اس لئے خود مختاری کا اعلان کرنے کے ساتھ ساتھ مہاراجہ بہادر کو ریاست میں ایک آئین ساز اسمبلی کے قیام کا بھی اعلان کرنا چاہیئے۔ جو کہ متذکرہ صدر بنیادوں پر آزاد کشمیر کے لئے ایک جمہوری اور عوامی آئین حکومت مرتب کرے۔

باہتمام ایم غلام رسول پرنٹر و پبلشر مارتنڈ پریس میں چھپا۔ دفتر جوہر سرینگر زینہ کدل سرینگر سے شائع کیا گیا۔

مسلم لیگ زندہ باد   مسلم کانفرنس زندہ باد

پاکستان زندہ باد   آزاد کشمیر زندہ باد

انقلاب زندہ باد

